مسیحی-مسلم مناظرے: ٹموتھی اور خلیفہ المھدی کے مابین بحث کا مطالعہ

(Christian-Muslim Polemics: A Study of Disputation between Timothy and Caliph *al-Mahdī*)

* محمد حفیظ الرحمٰن

** ڈاکٹر حافظ محمد سجاد

Abstract

The discussion or debate for polemic reasons, equipped with certain arguments, held to counter religious rivals is called disputation. In the early Islamic era, this tradition was not as prominent as it was in the Umayyad or Abbasid times; hence it flourished among the non-Muslims due to expansion of Islamic rule, and conversion of great numbers of non-Muslims to Islam. During this period, many polemics writings against Islam floated at the surface of literary milieu. Among them is "Timothy I", which intended to provide a polemic strategy to counter Islam intellectually. The key "arguments" of this "Disputation" revolve around the acceptance, or otherwise, of the prophethood of the Prophet Muhammad (ﷺ), His attributions in the Bible, the prophecies of the Bible about the coming of Prophet Muhammad, and the similarity of the prophetic traits between Prophet Muhammad and other prophets. The scope of this article is to take a glance of arguments and major polemic points of the mentioned "disputation".

Key words: Christian-Muslim Polemics, *Timothy, al-Mahdī.*

* لیکچرر اسلامیات، گورنمنٹ ڈگری کالج فاضل پور، ضلع راجن پور

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اسلامی فکر وتہذیب، کلیۂ عربی وعلومِ اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

مناظرہ اور سامی مذاہب: تاریخی تناظر

مناظرہ "ن ظ ر" سے بمعنی مشابہ ہونا، بحث کرنا، قریب ہونا[1] کے لیے لاطینی میں عموماً "Disputatio"(Eng. Disputation) کالفظ استعمال کیاجاتاہے،جس کے معنی discussion, debate, dispute, argument کے بیان کیے جاتے ہیں۔[2] جبکہ مذہبی حوالے سے اس کی تعریف متخالف مذہبی عقائد کے حاملین کے مابین زبانی یا تحریری مجادلہ، کی جاتی ہے، جو عموماً رسمی انداز میں عوام الناس کے سامنے کیا جائے۔[3] گویا کسی مدعے پر فریقِ مقابل سے بحث و مباحثہ کرنا، یاان کے ساتھ دلائل کاتبادلہ کرنامناظرہ کہلاتاہے۔

اگرچہ اوائلِ اسلام میں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کے مناظروں کی روایت زیادہ نمایاں نہیں رہی ہے، تاہم دورِ نبوی ﷺ میں مختلف غیر مسلموں کے ساتھ حضور ﷺ کی دعوتی گفت گو کو کسی حدتک مناظرانہ اسلوب کی حامل قرار دیا جاتا ہے، جس کے ضمن میں جارود بن عمرو، عدی بن حاتم رضی اللہ عنہما، اوران کےعلاوہ نجران کے عیسائیوں کے ساتھ کی گئی گفت گو کی امثلہ پیش کی جاتی ہیں۔[4] تاہم یہ معاملات معمولی اور وقتی نوعیت کے معلوم ہوتے ہیں، کیونکہ اس دور کے مقابل غیر مسلموں کی جانب سے کسی باقاعدہ "مناظرانہ مہم" کے آثار واضح نہیں ہیں۔

لیکن خلافتِ راشدہ وبنوامیہ کے ادوار میں مسلمانوں کی غیر معمولی فتوحات، اوراسلام کے حیرت انگیز عروج، اور مفتوح اقوام کے مذاہب کے مقابلے میں غیر متزلزل دلائل کے باعث، جب ان مذاہب کی پیروکاروں نے بڑھ چڑھ کر اسلام قبول کرنا شروع کیا، توان مذاہب کے پیشواؤں کو اپنے مذہب کی بقاکے لیے مختلف اقدامات اٹھانے پر مجبور ہوناپڑا۔ اسی پس منظر میں غیر روایتی مناظرانہ مصادر کی اساس اس وقت ڈالی گئی، جب اواخرِ ساتویں، اور اوائلِ آٹھویں صدی عیسوی میں مسلم۔عیسائی تعارضات کا آغاز ہوا، جس کی بنیادی وجہ اسلام کا اپنے حوالے سے یہ دعویٰ تھا کہ یہ "دینِ حق"

---

[1] بلیاوی، عبدالحفیظ، مولانا، مصباح اللغات، مکتبۃ الحسن، اردو بازار، لاہور، ص: 886۔

[2] http://www.latin-dictionary.net/definition/18140/disputatio-disputationis, accessed: 16-09-2017, 12: 49PM.

[3] Loughlin, James Francis, Religious Discussions, Catholic Encyclopedia, 1913,Volume 5.

[4] محمود، محمد ریاض، ڈاکٹر، و، ڈاکٹر ضیاء اللہ الاظہری، "مسلم۔مسیحی مناظرانہ ادب کاتاریخی ارتقاء: عہدِ رسالت تاآٹھویں صدی ھجری"، مشمولہ: ہزارہ اسلامیکس، جولائی تادسمبر2014م(3-2)، ص57-62۔

ہے[5] جس کا حکومتی سطح پر اظہار اس وقت کیا گیا، جب خلیفہ عبدالملک بن مروان (م77ھ/696ء) نے سرکاری دیناروں پر "دین الحق" کے الفاظ کندہ کرائے۔[6] جبکہ اس کے علاوہ ایک اور اہم بحث رسولِ برحق کی صفات اور ان کو پہچاننے سے متعلق بھی رہی ہے۔[7]

اس دور میں تینوں بڑے مذاہب، (یعنی یہودیت، عیسائیت، اور اسلام) کے باہمی نزاعات نے بھی مناظرانہ ادب کو جنم دیا۔ مثلاً، مسلمان اور یہودی، دونوں عیسائیوں سے اس بات پر پرخاش رکھتے تھے کہ انھوں نے خدائے واحد کی توحید میں شرک کی آمیزش کرتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کو (معاذاللہ) خدا کا بیٹا قرار دے ڈالا تھا،[8] اور دوسری طرف عیسائی اور مسلمان، دونوں یہودیوں سے اس لیے شاکی تھے کہ انہوں نے قوانین کو معطل، اور کتبِ مقدسہ میں تحاریف کیں، جبکہ یہودی اور عیسائی، دونوں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی تکذیب کے معاملہ میں مشترک طرزِ عمل کے حامل تھے،[9] اور یہ دلیل پیش کرتے تھے کہ نہ تو حضور اکرم ﷺ کا تذکرہ سابقہ کتبِ مقدسہ میں ہوا، اور نہ ہی انھوں نے کسی قسم کے معجزات دکھائے۔[10] اس ضمن میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ارضِ شام میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین تعامل (encounter) شاید سب سے قدیم تعامل کہا جاسکتا ہے، جس میں ایک طرف تو حضور اکرم ﷺ کے قبل از نبوت تجارتی اسفار، مسجدِ اقصیٰ تک اسریٰ، اور قبلہ اول کی موجودگی جیسے عوامل کارفرما رہے ہیں، تو دوسری طرف دورِ خلافتِ راشدہ میں بازنطینیوں کے ساتھ جنگِ یرموک جیسی پہلی فیصلہ کن جنگ، اور حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے دمشق کو دارالخلافہ بنانے، اور پھر پورے شام پر فتح و تسلط جیسے واقعات بھی اثرپزیر رہے ہیں۔[11] یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی آمد، اور اسلام کے بڑھتے ہوئے سماجی اور علمی اثر کا فوری ردِ عمل ظاہر کرتے ہوئے عیسائیت،

---

[5] دینِ حق کی اصطلاح اصلاً قرآنِ مجید میں وارد ہوئی کہ، هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ "اسی نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے کہ اسے اور تمام مذہبوں پر غالب کردے" (التوبہ، 9: 33؛ الفتح، 28:؛ الصّف، 9:)۔

[6] Hoyland, Robert G. Seeing Islam as Others Saw it, Darwin Press, Inc., Princeton, New Jersey, U.S.A.,1997, 2nd printing, 2001, p: 457,699.

[7] Hoyland, Seeing Islam as Others Saw it, p: 456.

[8] Casper, et.al., "Bibliographia du dialogue islamo-chrestien", 1975, pp: 142-152;1976, pp:190-196;and, Stroumsa, Jewish Polemics Against Islam and Christianity, section: III; W.R.T., Hoyland, Seeing Islam as Others Saw it, p: 458.

[9] Hoyland, Seeing Islam as Others Saw it, p: 458.

[10] Hoyland, Seeing Islam as Others Saw it, p: 458.

[11] Syrian Christians Under Islam The First Thousand Years, ed.: David Thomas, Brill, Leiden, 2001 ,p: 1.

بتدریج جواب دینے لگی، جس کے ضمن میں اس نے اپنی اولیت اور فوقیت پر اعتماد کو بھی زائل نہ ہونے دیا، بلکہ اسے نہایت شدت اور جوش سے محفوظ رکھا۔[12]

یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ ان عیسائی گروہوں کی دلچسپی مختلف النوع تھی، یعنی ایک طرف مخالف عیسائی مسالک، خصوصاً یعقوبیوں (Jacobites) اور نسطوریوں (Nestorians) کے خلاف مذہبی امتیاز پر مبنی تحاریر کی تصنیف کرنا، اور دوسری طرف اسلامی غلبے کے ضمن میں عیسائیت کا علمی دفاع کرنا۔[13]

مجالاتِ مناظرہ

اگرچہ غیر مسلموں کی جانب سے متفرق محرکات کے تحت مناظرانہ تصانیف لکھی گئیں، تاہم اس مناظراتی ادب میں جن امور پر زیادہ ارتکاز کیا جاتا تھا، انھیں درج ذیل نکات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

ا۔ حضور اکرم ﷺ کے متعلق سابقہ انبیاء علیہم السلام کی پیش گوئیاں مفقود ہیں۔

ب۔ قرآنِ مجید میں حضور اکرم ﷺ کے معجزات، یا ان کے بارے میں کسی پیش گوئی کا کوئی تذکرہ نہیں پایا جاتا۔

ج۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا تھا کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اور اسلام۔ مخالف مناظراتی ادب میں مذکورہ بالا نکات عموماً بتکرار استعمال کیے جاتے رہے ہیں۔[14]

عیسائی مناظرہ کی روایت

عیسائی مذہب میں مناظرہ (Apology)، یا دفاعِ مذہب کی روایت قدیم ہے، مسیحی روایات کے مطابق خود مسیح علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں کو اس امر سے آگاہ کیا کہ یہ ان کا بنیادی فعل ہے کہ انھیں جہاں بھی ضرورت پڑے، وہ اپنے مذہب کا دفاع کریں، اور اپنے ایمان کا برملا اظہار کریں۔[15] گویا اس طرح مسیح علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں کو ارتقائی

---

[12] Syrian Christians Under Islam, p: 4.

[13] Griffith, Sidney H., “ Melkites, Jecobites and The Christiological Controversies in Arabic in Ninth-Century Syria”, in, Syrian Christians Under Islam, p: 10.

[14] Tabri, Ibn –e-Rabban abo al-Hassan Ali bin Suhail(D:247 AH),The Book of Religion and Empire”,(کتاب الدین والدولۃ)Tr.:A. Mingana, D.D., The University Press Longman Green &Company, Manchester, Bernard Quaritch Limited, London, 1922, p: 15.

[15] Timothy I, Apology for Christianity, Woodbrook Studies, Christain Documents in Syriac, Arabic and Garshuni, Tr.: A. Mingana, Reprinted from the "Bulletin of the John Rylands Library," Volume 12, 1928, vol.: 2, Cambridge W. Heffer& Sons, Ltd., 1928, pp: 3-4, http://www.tertullian.org/fathers/timothy_i_apology_00_intro.htm , accessed: 08-05-2017, 5:13PM(See: Mathew, 10: 17-20).

مناظرہ(Progressive Apologetic)،اور ایک وسیع دفاعی حکمتِ عملی سکھائی، یعنی، جیسے جیسے حالات اور مخالفین بدلتے جائیں گے، تودفاعی "دلائل" بھی بدلتے جائیں گے ،اور اس حکمتِ عملی کا جائزہ لیا جائے، تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے مسیح علیہ السلام اپنے پیروکاروں کو یہ موقع دے رہے ہوں کہ یا تو وہ ان کے ساتھ "معترضین" کے سامنے "کٹہرے" میں کھڑے ہوں، یا وہ مسیح علیہ السلام کے "وکیلِ صفائی" کا کردار ادا کریں گے۔[16]اور "عدالت" کی نوعیت ،اور قوانین کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ فطرۃً دفاع کا طریقہ بھی بدلتا رہتا تھا،اور چونکہ اولین مجادلہ یہودیوں کے ساتھ ہی ہوا تھا، لہٰذا دفاعی "دلائل" کا ارتکاز بھی انھی کے خلاف رہاہے۔اور مسیحی مناظرانہ روایت کو یہودی۔ مسیحی تعلقات کے دائرہ کار سے باہر سمجھنا ممکن نہیں ہے۔[17]

فرضی مناظروں کا ظہور

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اوائلی ادوار میں عیسائی اولیاء اور شہدا نے مسیح علیہ السلام کی نصیحت پر عمل کیا، لیکن کاملیت پر مبنی یہ نصیحت جلد ہی بھلا دی گئی،اور عیسائیت کی حقانیت ثابت کرنے کے دستاویزات سے "مسلح" فلاسفہ کا گروہ معرضِ وجود میں آیا، جنھوں نے مناظرانہ ادب کا بھرپور استعمال کیا،اور باقاعدہ کتابی صورت میں وہ سب کچھ کہ ڈالا، جو وہ کہنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ بعض مناظرات میں جو مکالمات بیان کیے جاتے تھے، وہ بظاہر حقیقی افراد کے مابین ہوتے دکھائے جاتے، لیکن ایسے مناظرے کبھی نہیں کیے گئے۔[18]گویا فرضی مناظرے،اور فرضی کرداروں کا ستعمال کیاجانا ایک معمول تھا۔ اور ایک ادبی صورت میں مناظرہ، عموماً یہود۔مخالف استدلالات پر مبنی ہوتا، لیکن بعض اوقات کسی زیادہ فلسفیانہ پیش کش کے دوران ان سے پہلو تہی بھی کی جاتی تھی۔[19]

اس سارے پس منظر میں غیر مسلم مناظرین کی جانب سے جو مناظرانہ تحاریر منظرِ عام پر آئیں،ان میں سے ایک **"ٹموتھی اول"** بھی ہے۔

بیان کیاجاتا ہے کہ ٹموتھی(م: 208ھ/823ء) ایک نسطوری بطریق تھا،جس نے 165ھ/781ء میں خلیفہ المہدی (ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المنصور، م: 785ء) کے ساتھ مبینہ طور پر مناظرہ کیا تھا۔[20]ٹموتھی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مشرقی عیسائی کلیسا کا بطریق اوراس کے ماتحت تمام عیسائیوں کا سربراہ تھا،جس کے ساتھ خلیفہ مہدی کا یہ

---

[16] Timothy I, Apology for Christianity, p: 4.

[17] Timothy I, Apology for Christianity, p: 4.

[18] Timothy I, Apology for Christianity, p: 5.

[19] Timothy I, Apology for Christianity, p: 5.

[20] Samir, Samir Khalil, "The Prophet Muhammad as seen by *Timothy I* and other Arab Christians Authors",in, Syrian Christians Under Islam, p: 76.

مناظرہ دو دن تک جاری رہا۔[21] اس مناظرہ کا تذکرہ "Abdisho` of Nisibin" نے اپنی فہرست میں "Discussion with Mahdi."Assemani, Bib. Orient., iii. 162. کے عنوان سے دیا ہے [22]، جس کا واحد نسخہ الکوش کے نزدیک کے ایک خانقاہ (خانقاہِ سیدہ Monastery of our Lady) میں ملا، جو غالباً تیرھویں صدی عیسوی سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں سے اسے سیرت(Seert65)، ویٹیکن (Vatican 81)، مردِن(Mardin 50)، اور منگانا(Mingana 17) میں نقل کیا گیا۔اور سوائے سیرت 65 کے، جسے اٹھارھویں صدی میں نقل کیا گیا، باقی، تمام نسخے انیسویں صدی عیسوی میں نقل کیے گئے۔اور اگر مذکورہ بالا اولین خانقاہ کا نسخہ درست ہے، تو باقی منقول نسخے بھی صحیح تصور کیے جاسکتے ہیں۔[23] اگرچہ مذکورہ بالا نسخہ "منگانا 17" کسی ماہر ناسخ نے نقل کیا تھا، جس کے متعلق اس کے مدون الفانسو منگانا کادعویٰ تھا کہ اس نے اس ترجمے کا تقابل اصل نسخے سے کرکے بھی دیکھا تھا،[24] تاہم "Revue des Bibliotheques 1908" میں زیرِ نظر مناظرہ کا کوئی تذکرہ کسی بھی حوالہ سے نہیں کیا گیا۔[25] زیرِ نظر مناظرہ کی تحریر سے عیاں ہوتا ہے کہ ٹموتھی نے دورانِ مناظرہ فلسفیانہ اندازِ بحث زیادہ اپنانے کی کوشش کی ہے۔تاہم وہ اس بات سے بھی واقف نظر آتا ہے کہ فریقین کا باہمی اتفاق مسلم فلسفہ سے ممکن نہیں ہے۔[26] البتہ اس نے یہود مخالف عیسائی استدلالات کو مسلمانوں اور اسلام کے خلاف استعمال کرتے ہوئے ان میں چابک دستی سے آیاتِ قرآنی جوڑنے کی کوشش بھی کی ہے۔[27] اور اس ضمن میں ٹموتھی کے دلائل اصلاً ان سابقہ پیش گوئیوں کے مجموعے پر مشتمل ہیں جو کبھی یہودیوں کے خلاف استعمال کی جاتی تھیں، اور انھی کے خلاف ہی استعمال کرنے کے لیے جمع کی گئی تھیں۔[28]

اس مناظرے کے بارے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ فریقین کی نجی گفت گو پر مشتمل ہے، جو لازمی نہیں ہے کہ لفظ بہ لفظ محفوظ کی گئی ہو،مزید یہ کہ مناظرہ اگرچہ عربی میں ہوا ہوگا، لیکن اس کا احوال شامی میں محفوظ کیا گیا ہے، جس میں زیادہ تر ٹموتھی کے دلائل پیش کرنے پر توجہ مرکوز رکھی گئی ہے،اور خلیفہ المہدی کے سوالات یا اعتراضات کو کاملاً نقل کرنے کی بجائے ان کا محض خلاصہ دینے پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے۔[29] اس پر مستزاد یہ کہ ٹموتھی کا ذریعہ معلومات بھی ثانوی

[21] Timothy I, Apology for Christianity, Tr.: A. Mingana, p: 1.
[22] Timothy I, Apology for Christianity, p:11.
[23] Timothy I, Apology for Christianity, p: 15.
[24] Timothy I, Apology for Christianity, p: 15.
[25] Timothy I, Apology for Christianity, p: 15, f/n: 25.
[26] Timothy I, Apology for Christianity, p: 5.
[27] Timothy I, Apology for Christianity, p: 7.
[28] Timothy I, Apology for Christianity, p: 8.
[29] Timothy I, Apology for Christianity, p: 11.

نظر آتا ہے، حتیٰ کہ قرآنِ مجید کی جن آیات کو استعمال کیا گیا ہے، وہ بھی کسی دوسری عیسائی تحریر سے مقتبس ہیں، جس سے شبہ ہوتا ہے کہ غالباً اسے قرآنِ مجید کے شامی ترجمے سے بھی آگاہی حاصل نہ تھی۔[30] یہی وجہ ہے کہ اگرچہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں خلیفہ مہدی اور بطریق ٹموتھی کے مابین ہونے والے اس مناظرانہ مکالمے کی کافی شہرت رہی ہے،[31] لیکن اس مناظرے کے متن کے اصلی ہونے میں کلام ہے۔[32] کیونکہ مناظرے کے عنوان سے متبادر ہوتا ہے کہ کاتب نے نہ صرف اسے موقعِ مناظرہ کے بعد لکھا،[33] بلکہ اس کے پہلے فقرے سے عیاں ہے کہ (رو در رو گفت گو کی بجائے) یہ اصلاً کسی کو خط کی صورت میں لکھا گیا تھا۔[34] منگانا کے مدون نسخے و ترجمے کے علاوہ، زیرِ نظر مناظرہ دو عربی دستاویزات میں بھی پایا جاتا ہے۔ جن میں سے ایک مختصر اسلوب، اور ستائیس سوالات میں منقسم ہے۔ اسے رابرٹ کیسپر (Robert Casper) نے فرانسیسی ترجمے کے ساتھ چھاپا تھا[35]، جبکہ دوسرا طویل اسلوب میں ہے، جو سب سے پہلے لوئی چیکو (Fr. Louis Cheikho) نے[36]، اور بعد ازاں سمیر خلیل سمیر نے 275 چھوٹے ابیات میں تقسیم کر کے چھاپا۔[37] جس کا فرانسیسی ترجمہ ہانس پٹ مین نے کیا تھا۔[38] جبکہ سمیر خلیل نے ہی عربی متون کا ایک اور ایڈیشن اس طرح چھاپا ہے کہ مختصر متن کو 389، اور طویل متن کو 745 ابیات میں تقسیم کیا گیا ہے۔[39] زیرِ نظر مناظرہ میں حضور ﷺ سے متعلقہ حصوں کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

---

[30] Timothy I, Apology for Christianity, p: 13.

[31] Hoyland, Seeing Islam as Others Saw it, pp: 472-473.

[32] Hoyland, Seeing Islam as Others Saw it, p: 475.

[33] Timothy I, Apology for Christianity, Tr.: A. Mingana , p: 15.

[34] Timothy I, Apology for Christianity, p: 16, f/n:1.

[35] R. Casper, " Les Version arabes du dialogue entre le catholicos Timothee I et le calife al-Mahdi(iie/viiicsiecl) 'Mohammad a suivi la voice des prophets", Islamochristiana 3, 1977, pp: 107-175; W.R.T. Samir,The Prophet Muhammad As Seen by *Timothy I*, p: 92.

[36] L. Cheikho, " La discussion religieuse entre le calif al-Mahdi et Timothee le catholicos", Al-Machriq 21, 1921, pp; 359-274, reprnt in: Toristraites de polemique et de theologicchretienne, Beirut, 1923, pp: 1-126; W.R.T. Samir, The Prophet Muhammad As Seen by *Timothy I,* p: 92.

[37] S.K. Samir, in, H. Putman, L' Eglise et l' islam sous Timothee I (780-823), Beirut, 1977, pp: 7-57; W.R.T. Samir, The Prophet Muhammad As Seen by *Timothy I,* p: 92.

[38] H. Putman, L' Eglise et l' islam, pp: 211-277; W.R.T. Samir, The Prophet Muhammad As Seen by *Timothy I,* p: 92.

[39] Samir, The Prophet Muhammad As Seen by *Timothy I,* p: 92., f/n: 89.

(i) مناظرے کا پہلا دن

زیرِ نظر مناظرے کے پہلے دن بحث کا آغاز ولادت وحیاتِ مسیح علیہ السلام اور تثلیث سے متعلقہ امور سے ہوا۔[40] اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق مکالمہ اس طرح بیان کیا گیا:

> “Our God-loving King … said to me: "How is it that you accept Christ and the Gospel from the testimony of the Torah and of the prophets, and you do not accept Muhammad from the testimony of Christ and the Gospel? “And I replied to his Majesty: "O our King, we have received concerning Christ numerous and distinct testimonies from the Torah and the prophets.
>
> So far as Muhammad is concerned I have not received a single testimony either from Jesus Christ or from the Gospel which would refer to his name or to his works."[41]
>
> "ہمارے خدا پسند بادشاہ نے۔۔۔مجھ سے پوچھا، یہ کیونکر ہے کہ تم مسیح [علیہ السلام] اور انجیل کو تورات اور انبیا کی شہادت سے قبول کرتے ہو، اور تم محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کو مسیح [علیہ السلام] اور انجیل کی شہادت سے قبول نہیں کرتے؟ اور میں نے آں جناب کو جواب دیا کہ، اے میرے بادشاہ! ہمارے پاس تورات وانبیاء سے مسیح [علیہ السلام] سے متعلقہ کئی اور متفرق شہادتیں موجود ہیں۔ جبکہ جہاں تک محمد [صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم] کا تعلق ہے تو میں نے یسوع مسیح [علیہ السلام] اور انجیل سے ایک بھی شہادت ایسی نہیں پائی جو ان کے نام یا کام کی طرف اشارہ کرتی ہو۔ اس پر ہمارے مہربان بادشاہ نے یوں اشارہ کیا کہ جیسے وہ مطمئن نہ ہوئے ہوں، پس انھوں نے مجھ سے مکرر سوال کیا، کیا تم نے ایک بھی (شہادت) نہیں پائی؟ اور میں نے جواب دیا کہ نہیں، اے خدا پسند بادشاہ مجھے کوئی بھی نہیں ملی۔"

[40] Timothy I, Apology for Christianity, Tr.: A. Mingana, pp: 17-32 http://www.tertullian.org/fathers/timothy_i_apology_01_text.htm

[41] Timothy I, Apology for Christianity, Tr.: A. Mingana, pp: 32-33.

ٹموتھی کا یہ اقتباس حقیقت کے خلاف ہے، اس لیے کہ بائبل میں کئی مقامات پر حضرت محمد ﷺ سے متعلق پیش گوئیاں ملتی ہیں۔ مثلاً ایک جگہ ہے:

> … and the Holy One from mount Paran, …His glory covered the heavens, and the earth was full of his praise. And his brightness was as the light…[42]
>
> وہ مقدس فاران سے آیا، اس کی حمد آسمانوں پر چھا گئی، اور زمین اس کی حمد سے معمور ہو گئی۔ اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی۔

واضح رہے کہ بائبل کے قدیم شامی نسخہ جات میں "glory" یا "glorious" کا لفظ "محمد" (ﷺ) کے طور پر ملتا ہے، اگرچہ عبرانی زبان میں یہ تبدیل شدہ حالت میں ملتا ہے۔[43] جبکہ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ یہ حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی ہی ہے کہ جن کا ذکرِ خیر آسمانوں پر اس طرح ہوتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ[44]

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔

اور زمین پر انھی کی "حمد" کے لیے کہا گیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا[45]

"اے ایمان والو تم بھی ان پر دورد اور سلام بھیجو۔"

اور انھی کو "سراج منیر" بنا کر بھیجا گیا ہے۔[46]

لیکن اس ضمن میں سب سے قابلِ ذکر وہ آیات ہیں جن کا تذکرہ "غزل الغزلات" میں کیا گیا ہے، اور جن میں کسی "عاشقہ" کے استعارے میں اپنے "محبوب" کا حلیہ اور نام بیان ہوا ہے:

> "My beloved is white and ruddy, the cheifest among ten thousand…His mouth is most sweat: yea he is

[42] Habakkuk, 3:3-4.
[43] Ali Tabri, The Book of Religion And Empire, p: 116, Mingana's f/n: 1.
[44] الاحزاب، 33: 56۔
[45] الاحزاب، 33: 56۔
[46] الاحزاب، 33: 46۔

altogether lovely... This is my beloved and this is my friend."[47]

" میرا محبوب سرخ و سفید ہے، وہ دس ہزار میں ممتاز ہے۔ اس کا منہ از بس شیرین ہے، ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے۔ یہ ہے میرا محبوب یہ ہے میرا پیارا۔"

مذکورہ بالا آیات میں دس ہزار کے مجمعے میں اس 'قابلِ تعریف' کا سب سے معزز اور سردار ہونا، واضح طور پر فتحِ مکہ کی تصویر کشی ہے۔ جبکہ اگر اقتباسِ بالا کے آخری حصہ کو عبرانی میں پڑھا جائے تو وہ کچھ یوں ہوگا کہ، " وکل محمدیم"۔ اور یہ بات قابلِ غور ہے کہ عبرانی بائبل میں یہ واحد مقام ہے کہ جہاں یہ لفظ اپنی اسی شکل میں استعمال ہوا ہے۔[48] اور مروجہ بائبل میں مستعمل لفظ "Lovely" اصلاً " محمدیم" ہے، جس کے ضمن میں عبرانی بائبل کی لغت میں ملتا ہے:

"machmadmakh-mawd' from 2530; delightful; hence a delight ;i.e. Object of affection or desire: beloved, desire, goodly, lovely, pleasant."[49]

جب کہ اس لفظ کا مادہ "ح م د" ہے۔

2530 chamadkhaw-mad' a primitive root; to delight in:- -beauty, greatly beloved, covet, delectable thing, (X great) delight, desire, goodly, lust, (be) pleasant (thing), precious (thing).[50]

اور اس کا مطلب محبت، تعریف، پسندیدگی کی چیز، خوشنما، خوبصورت، قیمتی کا لیا جاتا ہے۔ جبکہ واضح رہے کہ مذکورہ بالا آیت میں اس لفظ کو بطور اسم عَلَم (proper noun) استعمال کیا گیا ہے[51] جس کا یہ معنی بھی بیان ہوا ہے:

---

[47] Song of Songs, 5: 10, 16.

[48] Ghauri, Abdus Sattar, and, Dr. Ihsan ur Rahman Ghouri, Muhammad(pbuh) foretold in the Bible by Name, Al-Mawrid, Model Town, Lahore, 2009, pp: 117-118.

[49] Strong's Dictionary of The Hebrew Bible, entry: 4261, http://www.eliyah.com/cgi-bin/strongs.cgi?file=hebrewlexicon&isindex=4261, accessed: 16-05-2017, 2:38PM.

[50] http://www.eliyah.com/cgi-bin/strongs.cgi?file=hebrewlexicon&isindex=4261

[51] Ghauri, Muhammad(pbuh) foretold in the Bible, p: 119

A man praised much, or repeatedly, or time after time: endowed with many praiseworthy qualities.[52]

" ایسا شخص جس کی بہت زیادہ، یا بار بار، یا ہر وقت تعریف کی جائے اور جو کئی قابلِ تعریف خوبیوں کا حامل ہو۔"

پس یہ بات واضح ہے کہ بائبل میں حضور ﷺ کے بارے میں نام لے کر پیش گوئی کی گئی ہے، لیکن اس ضمن میں ٹموتھی نے غلط بیانی اور کتمانِ حق کا رویہ اپنایا۔

یہاں یہ دلیل بھی اہم ہے کہ مذکورہ بالا اقتباس میں ٹموتھی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی قبولیت کی وجہ یہ بیان کی کہ ان کے بارے میں تورات و سابقہ انبیا کی شہادتیں موجود ہیں، جبکہ حضور ﷺ کو (معاذاللہ) رد کرنے کی وجہ بھی یہی بیان کی گئی کہ ان کے بارے میں تورات و سابقہ انبیا کی شہادتیں مفقود ہیں۔ لیکن اگر کسی کی نبوت کو تسلیم کرنے کا یہی معیار ٹھہرا، تو سوال یہ ہے کہ، حضرت مسیح علیہ السلام کی خبر دینے والے انبیا کی اپنی خبر کس نے دی تھی؟اور پھر ان انبیا علیہم السلام کو کس دلیل کی بنیاد پر نبی مانا جائے جن کی آمد کی خبر ان سے قبل کسی نبی نے نہیں دی؟یعنی، حضرات نوح، ابراہیم، موسیٰ، ہارون، دانیال، یسعیاہ، یرمیاہ، (علیہم السلام) وغیرہم کی نبوت کس نبی کے کہنے پر تسلیم کی جائے، حتیٰ کہ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام پر جا کر منتج ہوگا۔ کیونکہ ان سب کے بارے میں بھی کوئی سابقہ پیش گوئی موجود نہیں ہے۔[53] بنابریں ،انبیا علیہم السلام کی توثیق کے لیے کسی سابقہ پیش گوئی یا شہادت کی ضرورت نہیں،[54] بلکہ اس ضمن میں صرف سچائی کی شہادت اور واضح براہین کی پیش کش ہی کافی ہوتی ہے۔[55] یعنی صرف خصائص اور دلائل النبوۃ کی روشنی میں ہی کسی مدعیِ نبوت کے دعوے کو دیکھا اور تسلیم کیا جانا کافی ہے۔

اس مناظرے میں اس کے بعد ہے:

“And the King asked me: "Who is then the Paraclete?"And I answered: The Spirit of God."And the King asked: "What is the Spirit of God?"And I replied:

---

[52] E.W. Lane, Arab-English Lexicon, 2: 638-640; W.R.T. Ghauri, Muhammad (pbuh) foretold in the Bible, p: 120

[53] Ali Tabri, The Book of Religion And Empire(کتاب الدین الدولۃ), p: 16.

[54] Ali Tabri, The Book of Religion And Empire. p: 16.

[55] Ali Tabri, The Book of Religion And Empire, p: 14.

"God, by nature; and one who proceeds, by attribute; as Jesus Christ taught about Him."[56]

" بادشاہ نے مجھ سے پوچھا کہ، "فارقلیط" کون ہے؟اور میں نے جواب دیا کہ 'خدا کی روح'۔ بادشاہ نے پوچھا کہ "خدا کی روح" کون ہے؟اور میں نے جواب دیا کہ خدا اپنی فطرت کے ساتھ،اور وہ جو آتا ہے،اپنی صفات کے ساتھ؛ جیسا کہ یسوع مسیح (علیہ السلام) نے اس کے بارے میں سکھایا۔"

ٹموتھی نے مزید کہا:

Now if Muhammad were the Paraclete, since this same Paraclete is the Spirit of God, Muhammad would therefore be the Spirit of God…[but]Muhammad is, …not the Spirit of God; and since the one who is not the Spirit of God is by inference not the Paraclete, Muhammad is not the Paraclete."[57]

"اگر محمد [ﷺ] ہی فارقلیط ہے، جبکہ فارقلیط خدا کی روح ہے،لہٰذا محمد [ﷺ] بھی خدا کی روح ہوگا۔۔۔(لیکن چونکہ) محمد [ﷺ] روح خدا نہیں ہیں،اور جو روح خدا نہیں تو استنباطاً وہ فارقلیط نہیں ہے۔"

یہ بات قابلِ غور ہے کہ "فارقلیط" کا لفظ بائبل میں قریب پانچ مرتبہ استعمال ہوا ہے، جن میں چار مقامات انجیلِ یوحنا (Gospel of John) میں، جبکہ ایک مرتبہ یوحنا کے مکتوبِ اول (1John) میں پائے جاتے ہیں۔جس کا ترجمہ مذکورہ بالا انجیل میں "Comforter" (تسلی دہندہ)[58] ،اور مذکورہ مکتوبِ یوحنا میں "Advocate" (وکیل)[59] کی صورت میں کیا گیا ہے۔

---

[56] Timothy I, Apology for Christianity, Tr.: A. Mingana, p: 33
[57] Timothy I, Apology for Christianity, pp: 33-35
[58] John, 14: 16-17; 15: 26;16: 7,13
[59] 1 John, 2:1

واضح رہے کہ "فارقلیط" اصلًا ایک یونانی لفظ ہے، اور لفظ "Parakaleo" مصدر سے "Parakletos" ہے، جس سے "Paraclete" مجہولی/مفعولی (passive) حالت میں ہے، جس کی معروف/فاعلی (active) حالت "Parakletor" عہد نامۂ قدیم میں بمعنی[60] "comforters" بصیغہء جمع استعمال ہوئی ہے۔[61]

عموماً اس کے تین معانی لیے جاتے ہیں، یعنی وکیل (خصوصاً وکیلِ صفائی)، ثالث یا حَکَم، اورمددگار، جن میں سے پہلا معنی (یعنی وکیل) کلاسیکی استعمال میں غالب رہا ہے، البتہ یہ بات یقینی ہے کہ بطور معنی، لفظ "Comforter" بنیادی اہمیت کا حامل کبھی نہیں رہا، اور یہ بات بھی قرینِ قیاس ہے کہ یہ لفظ اصلًا کسی دوسرے لفظ کا ثانوی ترجمہ ہے، کیونکہ بائبل میں ہی کئی جگھوں پر اس کے مترادفات استعمال ہوئے ہیں[62]، لیکن ان میں سے کسی جگہ پر بھی اسم "فارقلیط" نہیں ملتا۔[63] مزید برآں، بعض محققین کی رائے میں "فارقلیط" کو شاگردوں کو تسلی دینے کے لیے بھیجا ہی نہیں گیا تھا، کیونکہ ان کا دکھ، مسیح علیہ السلام کی جدائی، فارقلیط کے آنے سے قبل ہی خوشی میں بدل چکا تھا۔[64]

یہ بات قابلِ غور ہے کہ عیسائیت نے کئی ایسے نئے تصورات متعارف کرائے، جن کے ضمن میں اظہارِ بیان کے لیے مروجہ اصطلاح (فارقلیط) ناکافی تھی۔ مثلاً یوحنا14: 16 میں فارقلیط کا وعدہ ایک ایسی ہستی کے طور پر کیا گیا، جس نے مسیح علیہ السلام کی جگہ لینی تھی، اور جب تک مسیح علیہ السلام نہ جاتے، فارقلیط نے نہیں آنا تھا۔[65] لیکن کیا فارقلیط مسیح علیہ السلام کا جانشین تھا، یا متبادل؟ اس کا جواب خاصا مبہم ہے۔[66] اسی طرح فارقلیط کو بھیجنے کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ یوحنا14: 16 میں وہ مسیح علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں آتا ہے، جبکہ یوحنا14: 26 میں باپ اسے مسیح علیہ السلام کے نام پر بھیجتا ہے، لیکن یوحنا15: 26 میں مسیح علیہ السلام نے کہا کہ وہ اسے باپ کی جانب سے بھیجیں گے، اور یوحنا16: 7 میں مسیح علیہ السلام نے کہا کہ وہ خود اسے اپنے شاگردوں کی جانب بھیجیں گے۔ لیکن پھر اول مکتوب یوحنا(1 :2) میں مسیح علیہ السلام کو ہی فارقلیط کہا گیا، جو خدا اور اس کے گنہ گار بندوں کے مابین ثالث بنے گا۔ لیکن یہ اطلاق بائبل میں اور

---

[60] see: Job, 16: 2

[61] Mulhns, E. Y., W.R.T. Baker's Evangelical Dictionary of Biblical Theology,Ed.:Walter A. Elwell,1996,BakerBooks, Baker Book House Company, Grand Rapids, Michigan, USA, and,Orr, James, M.A., D.D. General Editor. "Entry for 'PARACLETE'". "International Standard Bible Encyclopedia". 1915. http://www.biblestudytools.com/dictionary/paraclete/, accessed: 18-05-2017, 3:53PM

[62] مثلاً، پیدائش، 37: 35؛ زکریاہ، 1: 13؛ متی، 5: 4؛ 2 کرنتھیوں، 1: 3، 4

[63] Mulhns,biblestudytools.com.

[64] Mulhns,biblestudytools.com. (see: John, 20: 20)

[65] Mulhns,biblestudytools.com.

[66] Mulhns,biblestudytools.com.

کہیں پر موجود نہیں ہے۔[67] اس لحاظ سے انجیل یوحنا، اور مذکورہ بالا مکتوب یوحنا میں واضح تعارض پایا جاتا ہے۔[68] اس کے علاوہ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ انجیل میں "فارقلیط" کے ضمن میں "Spirit of truth" کے الفاظ مستعمل ہیں۔ لیکن فارقلیط کا اطلاق "روح" پر کرنا مشکل ہے، کیونکہ اگر مسیح علیہ السلام کو بھی فارقلیط تصور کرلیا جائے، تب یہ معاملہ اس قدر سادہ نہیں رہتا، اور اس ضمن میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ اگر "فارقلیط" کو "وکیل" تعبیر کرتے ہوئے اس کا اطلاق "روح" پر کرنے کی کوشش کی جائے، تو یہ تصور انجیلِ یوحنا میں بیان کردہ اس تصور سے مختلف ہے جو "روح" کی ماہیت کے بارے میں ملتا ہے۔[69] کیونکہ اگر "فارقلیط" کے لیے "وکیل" کی اصطلاح لی جائے تو یہ انجیل میں بیان کردہ افعال اس مطلب کی تائید نہیں کرتے، اور اگر اس کا اطلاق "روح" پر کیا جائے تو یہ تصور نجات بواسطہ مسیح علیہ السلام کے زیادہ قریب تو ہے، لیکن قانونی کم ہے، بنا بریں یہ تصور بھی کھینچا تانی کا شکار نظر آتا ہے۔[70] بعینہٖ ایک طرف "خدائی مددگار" کی شخصیت، اور دوسری طرف خدا کے سامنے "وکیل" کی شخصیت کا تقابل کیا جائے تو بھی یہ مماثلت خاص بڑی نظر نہیں آتی، کہ یہ کہا جاسکے کہ مؤخر الذکر کو اول الذکر سے اخذ کیا گیا ہوگا۔[71]

پس اس ضمن میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ نا صرف لفظ "فارقلیط" کا انگریزی ترجمہ کرنا قریب قریب ناممکن ہے، بلکہ تمام تراجم سے متبادر ہوتا ہے کہ ان میں اتنی وسعت نہیں ہے کہ اس لفظ کی مکمل اہمیت کو اپنے اندر سما سکیں، کیونکہ یہ معانی انتہائی غیر یقینی اور غیر متعین ہیں، اور اصطلاح فارقلیط کی جامعیت میں مخصوص عیسائی تصور زائل ہوجاتا ہے۔[72] لہٰذا "فارقلیط" کی تعبیر ایک شخص کے طور پر کی جانی چاہیے، نہ کہ کسی قوت کے طور پر، کیونکہ "Parakletos" ایک صیغہ مذکر، اور شخصی نام ہے۔ اگرچہ کسی غیر مجسم یا مجرد چیز کے لیے بھی شخصی اسما استعمال کیے جاسکتے ہیں، لیکن یہاں ایسی تعبیر ناممکن ہے کیونکہ قدیم یونانی زبان میں "Parakletos" کے معنی و مسیح علیہ السلام کا طرزِ استعمال اس بات کو واضح کرتا ہے کہ فارقلیط ایک شخص ہے،[73] اور یہی اس کا حقیقی نام ہونا چاہیے۔[74] اور غالباً اس لفظ کے اس قدر مختلف

---

[67] Mulhns,biblestudytools.com.

[68] https://www.biblegateway.com/resources/encyclopedia-of-the-bible/ paraclete, accessed: 18-05-2017, 4:13PM

[69] biblegateway.com

[70] biblegateway.com

[71] biblegateway.com.

[72] Mulhns,biblestudytools.com.

[73] Browman, Robert M.,Jr.,http://irr.org/part-three-holy-spirit-paraclete-in-john,accessed: 18-05-2017, 4:33PM

[74] Mulhns,biblestudytools.com.

تراجم کے باعث علما و محققین اس لفظ کی نقلِ حرفی (transliteration) کرتے ہوئے اسے انگریزی ہجوں میں "Paraclete" ہی لکھتے ہیں۔[75]

گویا یہ بات واضح ہے کہ "فارقلیط" کے ضمن میں ٹموتھی نے غلط بیانی اور کتمانِ حق سے کام لیتے ہوئے اسے "روح خدا" (Spirit of God) قرار دے ڈالا، حالانکہ بائبل میں "Spirit of God" کی اصطلاح کئی مقامات پر استعمال کی گئی ہے، لیکن کہیں پر بھی اسے "فارقلیط" کے معنی میں نہیں لیا گیا۔ مگر پھر بھی وہ اپنے انکار پر قائم رہتے ہوئے مکرر کہتا ہے:

> If he were mentioned in the Gospel, this mention would have been marked by a distinct portraiture characterizing his coming, his name, his mother, and his … Since nothing…is found in the Gospel concerning Muhammad, it is evident that there is no mention of him in it at all, and that is the reason why I have not received a single testimony from the Gospel about him.[76]

> اگر ان کا تذکرہ انجیل میں کیا جاتا تو یہ تذکرہ ان کی آمد، نام، ان کی والدہ، ان کی قوم کے تذکرے کے ساتھ واضح طور پر کیا جاتا، چونکہ محمد [ﷺ] کے ضمن میں انجیل میں کوئی (شہادت) نہیں ملتی، جس سے واضح ہوتا ہے کہ ان (ﷺ) کا سرے سے کوئی تذکرہ ہی نہیں کیا گیا، اور یہی وجہ ہے کہ میں نے ان (ﷺ) کے بارے میں انجیل میں سے ایک بھی شہادت نہیں پائی۔

اس کے علاوہ بادشاہ نے کہا:

> You should know, O Catholicos, that as God gave the law through the prophet Moses and the Gospel through the Christ, so He gave the furkan through Muhammad.[77]

---

[75] Browman, irr.org.

[76] Timothy I, Apology for Christianity,Tr.: A. Mingana, p:35

[77] Timothy I, Apology for Christianity, Tr.: A. Mingana, pp: 48-49

اے اسقف تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ خدا نے قانون (شریعت) پیغمبر موسیٰ (علیہ السلام) کے ذریعے، انجیل مسیح (علیہ السلام) کے ذریعے، اور فرقان[78] محمد [ﷺ] کے ذریعے عطا کی۔

لیکن ٹموتھی نے اسے مسترد کرتے ہوئے کہا:

God nowhere showed such irrefragable signs for the transition from the Gospel to something else."[79]

انجیل سے کسی اور چیز کی جانب منتقل ہونے کے لیے خدا نے کسی جگہ بھی ناقابل تردید نشانی نہیں دکھائی۔

لیکن اگر مسیح علیہ السلام کے قول کو دیکھا جائے تو انھوں نے واضح طور پر یہ کہا تھا کہ ابھی بنی اسرائیل کو "بہت کچھ" بتانا باقی تھا، جس کا بتایا جانا" سچائی کی روح"[80] کی آمد پر موقوف رکھا گیا۔ پس اگر انجیل سے کسی اور چیز کی جانب انتقال ممنوع تھا تو پھر اس "سچائی کی روح" کے آنے کا مقصد، اور اس کی طرف سے "سب کچھ" بتانے کی ضرورت کیا تھی؟

اسی طرح ایک موقعہ پر بادشاہ نے کہا:

Did not God say clearly to the children of Israel, 'I will raise you up a prophet from among your brethren like unto me.' Who are the brethren of the children of Israel besides the Arabs, and who is the prophet like unto Moses besides Muhammad?[81]

---

[78] یعنی قرآنِ مجید، جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ہی ارشاد فرمایا گیا کہ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا (الفرقان، 25: 1) "بڑی بابرکت ہے وہ ہستی جس نے الفرقان نازل فرمایا اپنے بندے پر تاکہ وہ (ﷺ) ہو تمام جہان والوں کے لیے خبردار کرنے والا۔

[79] Timothy I, Apology for Christianity , p: 50.

[80] یعنی، "فارقلیط"، جس کے ضمن میں سطورِ بالا میں بحث کی جاچکی ہے۔

[81] Timothy I, Apology for Christianity, p: 50.

کیا خدا نے بنی اسرائیل سے واضح طور پر نہیں کہا تھا کہ میں تمہارے بھائیوں میں سے ایک نبی اپنی مانند[82] تمہارے لیے برپا کروں گا۔

اس پر ٹموتھی نے جواباً کہا:

The Israelites have many other brethren besides the Arabs, O our Sovereign…. the six sons of Abraham by Keturah… the Edomites…Esau from whom sprang the Edomites…Zimran and Jokshan and their brothers, the sons of Keturah, are children of Abraham. If the sentence of the prophet Moses refers to the brethren of the children of Israel and not to their own twelve tribes, it would be more appropriate to apply it to the Edomites, because it has been shown that they are nearer to the Israelites than the Arabs…Ammonites and the Moabites…If Muhammad be a prophet like Moses, Moses wrought miracles and prodigies; and Muhammad, who would in this case be a prophet like Moses, should have wrought many miracles and prodigies. And then, if Muhammad be a prophet like Moses, since Moses practiced and taught the Law that was given to him on Mount Sinai, Muhammad should similarly have taught the Torah and practiced the circumcision, and observed the Jewish Sabbath and festivals. Muhammad did not teach the Torah, and

[82] اشارہ ہے Deuteronomy, 18:18 کی طرف، لیکن وہاں یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے کہی گئی ہے، یعنی "تیرے مانند"، نہ کہ مندرجہ بالا "اپنی مانند" کے الفاظ کے ساتھ۔

Moses taught the Torah, the prophet Muhammad is not, therefore, like unto Moses...[83]

اے میرے آقا! عربوں کے اسرائیلیوں کے علاوہ اور بھی بھائی ہو سکتے ہیں۔ سب سے پہلے قطورا سے ابراہیم (علیہ السلام) کے چھ بیٹے۔۔۔ادومی۔۔۔اور عیسو جن سے ادومی پھلے پھولے، یقیناً (آپس میں) بھائی اور اسحٰق (علیہ السلام) کے بیٹے ہیں۔۔۔ زمران اور یُقسان اور ان کے بھائی جو قطورا کے بیٹے ہیں (سب) ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد ہیں۔۔۔۔ امونی اور موآبی بھی ہیں۔۔۔۔ پس اگر محمد [ﷺ] موسیٰ (علیہ السلام) کی طرح کے نبی ہیں، تو موسیٰ (علیہ السلام) نے معجزات دکھائے، اور محمد [ﷺ] جنھیں موسیٰ (علیہ السلام) کے مماثل نبی ہونا تھا، انھیں بھی کئی معجزات دکھانے چاہییں تھے۔ اور اگر محمد [ﷺ] موسیٰ (علیہ السلام) کے مانند نبی ہیں، تو چونکہ موسیٰ (علیہ السلام) نے کوہِ سینا پر ملنے والی شریعت کے موافق عمل کیا اور اس کی تعلیم دی، محمد [ﷺ] کو بھی اسی طرح تورات کی تعلیم دینی چاہیے تھی، اور ختنہ پر عمل کرنا چاہیے تھا، اور یہودی سبت و تہوار منانے چاہیے تھے۔ محمد [ﷺ] نے تورات کی تعلیم نہیں دی، اور موسیٰ (علیہ السلام) نے تورات کی تعلیم دی، لہٰذا پیغمبر محمد [ﷺ] موسیٰ (علیہ السلام) کے مماثل نہیں ہیں۔

اقتباسِ بالا سے متبادر ہوتا ہے کہ تموتھی نے یہ کوشش کی ہے کہ بادشاہ کی جانب سے بیان کردہ تورات میں موجود مذکورہ بالا پیش گوئی کا اطلاق کس صورت بھی حضور ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر نہ ہونے دے۔ لیکن اس ضمن میں اس نے جو دلائل دیے ہیں، ان کے حوالے سے چند امور قابلِ غور ہیں:

بائبل میں قطورا سے ابراہیم علیہ السلام کے چھ بیٹوں کا تذکرہ یقیناً کیا گیا ہے،[84] لیکن پھر اس کے بعد کہیں بھی نہیں کہا گیا کہ انھیں، یا ان میں سے کسی کو، یا ان کی اولاد میں سے کسی کو نبوت سے سرفراز کیا گیا ہو۔ لہٰذا وہ تو خارج از بحث ہوئے۔

ادومی، یعقوب علیہ السلام کے توام بھائی عیسو کی اولاد ہیں، کیونکہ انھی عیسو کا لقب "ادوم" تھا۔[85] لیکن ایک طرف تو عیسو نے اپنے "پہلوٹھے" کا حق دال کے بدلے بیچ ڈالا،[86] تو دوسری جانب، انھی عیسو کے حصے کی "برکت"، یعقوب علیہ السلام نے (معاذاللہ) حیلہ کرکے لے لی تھی۔[87] پس اس طرح یہ بھی خارج از بحث ہوتے ہیں۔

---

[83] Timothy I, Apology for Christianity, Tr.: A. Mingana, pp: 50-52
[84] Genesis, 25: 1-2
[85] Genesis, 25: 30
[86] Genesis, 25: 32-33

جبکہ اَمونی(Ammonites)،اور موآبی(Moabites)کے بارے میں یہ کہا گیا کہ وہ اور ان میں سے دس نسلوں تک کوئی بھی خدا کی جماعت میں داخل نہ ہونے پائے۔[88] لہٰذا یہ بھی پیش گوئی کے دائرہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔اسی طرح جو بادشاہ کی مثال دی گئی ہے،تو وہ بھی بائبل کی ان آیات سے ماخوذ ہے:

> …the LORD shall raise him up a king over Israel…[89]
>
> خداوند اپنی طرف سے اسرائیل کے لیے ایک بادشاہ برپا کرے گا۔
>
> …and David their king, whom I will raise up unto them.[90]
>
> اپنے بادشاہ داؤد کی جسے میں ان کے لیے برپا کروں گا۔

لیکن مذکورہ بالا دونوں اقتباسات میں "تیرے بھائیوں میں سے"کے الفاظ نہیں پائے جاتے،جس کے باعث نہ تو ان اقتباسات کو استدلالاً استعمال کیا جاسکتا ہے،اور نہ ہی زیرِ نظر مناظرے میں مستعمل کتاب "تثنیہ"کی مذکورہ بالا آیات کو ان پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔لہٰذا ٹموتھی کا یہ استدلال بھی بے بنیاد ہے۔

اس کے علاوہ ٹموتھی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم ﷺ کے مابین عدم مماثلت ثابت کرنے کے لیے حضور اکرم ﷺ سے معجزات کا صدور،اور شریعتِ موسوی کی تعلیمات پر عمل اور اسی کی ترویج لازمی قرار دی۔حالانکہ حضور اکرم ﷺ کے حوالے سے بائبل میں وارد جن پیش گوئیوں کا حوالہ سطورِ بالا میں دیا گیا ہے،ان میں یہ بات واضح طور پر ملتی ہے کہ،آنے والا پیغمبر آتشیں شریعت کا حامل[91] اور ایسی کئی نئی باتیں بتانے والا ہوگا،جو حضرت مسیح علیہ السلام تک بتائی گئی باتوں سے زیادہ ہوں گی۔[92] لہٰذا ایسی صورت میں اس نئے پیغمبر سے پھر انھی سابقہ باتوں کی تکرار کا مطالبہ خود بائبل کی رو سے بھی غیر منطقی ہے۔

اور آخر میں ٹموتھی کا یہ کہنا کہ موسیٰ علیہ السلام نے جن انبیا کی آمد کی خبر دی،وہ وہی ہیں جو بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے،خود اس کی اپنی اس بات سے ہی متعارض ہے، جس میں اس نے "تیرے بھائیوں"کا اطلاق غیر اسرائیلی اولادِ ابراہیم علیہ السلام پر بھی کرنے کی کوشش کی،دوسرا یہ کہ مذکورہ آیت میں صیغۂ جمع کی بجائے صیغۂ واحد استعمال کیا گیا ہے،لہٰذا اس کے یہ دلائل بھی نادرست ہیں۔

---

[87] Genesis, 27: 17-35
[88] Deuteronomy, 23: 3
[89] 1 Kings, 14: 14
[90] Jeremiah, 30: 9
[91] Deuteronomy, 33: 3
[92] John,16: 13

(ii) مناظرے کا دوسرا دن

زیرِ نظر مناظرے کے مدوِن منگانا(Mingana)کے مطابق مذکورہ بالا سوالات و جوابات مناظرے کے پہلے دن ہوئے، جبکہ مناظرے کے دوسرے دن اگرچہ بحث کا زیادہ تر حصہ توحید و تثلیث سے متعلقہ ہے، تاہم اسی میں مناظرے کا وہ حصہ ہے، جو مسلم-عیسائی مناظروں میں کافی مشہور رہا ہے۔[93] تموتھی بیان کرتا ہے:

> And our gracious and wise King said to me: "What do you say about Muhammad?" And I replied to his Majesty: "Muhammad is worthy of all praise, by all reasonable people, O my Sovereign. He walked in the path of the prophets, and trod in the track of the lovers of God. All the prophets taught the doctrine of one God, and since Muhammad taught the doctrine of the unity of God, he walked, therefore, in the path of the prophets. Further, all the prophets drove men away from bad works, and brought them nearer to good works, and since Muhammad drove his people away from bad works and brought them nearer to the good ones, he walked, therefore, in the path of the prophets. Again, all the prophets separated men from idolatry and polytheism, and attached them to God and to His cult, and since Muhammad separated his people from idolatry and polytheism, and attached them to the cult and the knowledge of one God, beside whom there is no other God, it is obvious that he walked in the path of the prophets. Finally Muhammad taught about God, His Word and His Spirit, and since all the prophets had

[93] Samir, The Prophet Muhammad, p: 93

prophesied about God, His Word and His Spirit, Muhammad walked, therefore, in the path of all the prophets.

Who will not praise, honor and exalt the one who not only fought for God in words, but showed also his zeal for Him in the sword?…

And what Abraham, that friend and beloved of God, did in turning his face from idols and from his kinsmen, and looking only towards one God and becoming the preacher of one God to other peoples, this also Muhammad did.

He turned his face from idols and their worshippers, whether those idols were those of his own kinsmen or of strangers, and he honored and worshipped only one God. Because of this God honored him exceedingly and brought low before his feet two powerful kingdoms…Who will not praise, O our victorious King, the one whom God has praised, and will not weave a crown of glory and majesty to the one whom God has glorified and exalted? These and similar things I and all God-lovers utter about Muhammad, O my sovereign.[94]

اور پھر ہمارے مہربان اور عقل مند بادشاہ نے مجھے کہاکہ تمھاری محمد[ﷺ]کے بارے میں کیارائے ہے؟جس کا میں نے انھیں جواب دیا کہ،اے میرے آقا! محمد[ﷺ]ہر ذی شعور شخص کی طرف سے،ہر قسم کی تعریف کے قابل ہیں، کیونکہ وہ انبیا،اور خداکے محبین کے رستے پر چلے۔تمام انبیا نے خدا کی واحدانیت کی تعلیم دی،اور چونکہ

[94] Timothy I, Apology for Christianity, Tr.: A. Mingana, pp: 61-62

محمد [ﷺ] نے بھی خدا کی واحدانیت کی تعلیم دی، لہٰذا وہ انبیا کے رستے پر چلے۔ مزید برآں، تمام انبیا نے لوگوں کو برے کاموں سے بچایا اور اچھے کاموں کے قریب کیا، اور چونکہ محمد [ﷺ] نے بھی اپنے لوگوں کو برے کاموں سے بچایا اور اچھے کاموں کے قریب کیا، لہٰذا وہ انبیا کے رستے پر چلے۔ پھر تمام انبیا نے لوگوں کو بت پرستی اور شرک سے جدا کرکے انھیں خدا اور اس کے مذہب سے جوڑا، اور چونکہ محمد [ﷺ] نے بھی اپنے لوگوں کو بت پرستی اور شرک سے جدا کیا، اور انھیں خدا کے مذہب اور خدائے واحد کی معرفت سے جوڑا، پس یہ واضح ہے کہ وہ انبیا کے رستے پر چلے۔ آخر کار محمد [ﷺ] نے خدا، اس کے کلمے اور اس کی روح کے بارے میں تعلیم دی[95]، اور چونکہ تمام انبیا نے بھی خدا، اس کے کلمہ اور اس کی روح کے بارے میں پیش گوئی کی، بنابریں، محمد [ﷺ] انبیا کے رستے پر چلے۔ کون ایسے شخص کی تعریف و تکریم نہ کرے گا، جو خدا کے لیے لڑا، صرف الفاظ (دلائل) سے ہی نہیں، بلکہ تلوار سے بھی، اور خدا کے لیے اپنے جوش کو ظاہر کیا۔۔۔ اور جو خدا کے خلیل اور محبوب ابراہیم (علیہ السلام) نے کیا کہ اپنا چہرہ بتوں اور اپنے اقربا سے پھیر کر ایک خدائے واحد کی طرف دیکھا، اور دوسرے لوگوں کو بھی خدائے واحد کی تبلیغ کی۔ اور یہی کام محمد [ﷺ] نے بھی کیا کہ انھوں نے اپنا چہرہ بتوں اور ان کے پجاریوں سے پھیرا، چاہے وہ بت ان کے اقربا کے ہوں یا اجنبیوں کے، اور صرف ایک خدائے واحد کی تکریم و عبادت کی۔ بایں وجہ خدا نے ان کی بے حد تکریم کی، اور ان کے قدموں میں دو طاقتور سلطنتوں کو جھکایا، جو دنیا میں شیر کی طرح دھاڑتی تھیں۔۔۔ پس

---

[95] یہاں تثلیث کی طرف واضح اشارہ کیا گیا ہے۔ (Samir, op.cit.,p: 94,f/n: 92) اگرچہ قرآنِ مجید میں بھی مسیح علیہ السلام کو "کلمتہ" (آلِ عمران، 3: 45) اور "روح" (النساء، 4: 171) کہا گیا ہے، مگر ساتھ ہی تثلیث کا دوٹوک انکار بھی کیا گیا ہے کہ،

يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِي دِينِكُمۡ وَلَا تَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلۡحَقَّۚ إِنَّمَا ٱلۡمَسِيحُ عِيسَى ٱبۡنُ مَرۡيَمَ رَسُولُ ٱللَّهِ وَكَلِمَتُهُۥٓ أَلۡقَىٰهَآ إِلَىٰ مَرۡيَمَ وَرُوحٞ مِّنۡهُۖ فَـَٔامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦۖ وَلَا تَقُولُواْ ثَلَٰثَةٌۚ ٱنتَهُواْ خَيۡرٗا لَّكُمۡۚ إِنَّمَا ٱللَّهُ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۖ سُبۡحَٰنَهُۥٓ أَن يَكُونَ لَهُۥ وَلَدٞ

(النساء، 4: 171)، "اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو۔ اور اللہ کی نسبت وہی بات کہو جو حق ہو مسیح عیسیٰ ابن مریم صرف اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ تھے۔ جسے اللہ نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور وہ اس کی طرف سے ایک روح تھے، سو تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور یہ نہ کہو کہ (خدا) تین ہیں۔ اس بات سے باز آجاؤ، یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ صرف اللہ اکیلا ہی الٰہ ہے۔ وہ اس بات سے پاک ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو۔"

اے فاتح سلطان! اس کی کون تعریف نہ کرے گا، جس کی تعریف خدا نے کی ہو۔ اور اسے عظمت و وقار کا تاج کون نہ پہنائے گا، جسے خدا نے عظمت اور وقار سے نوازا ہو۔ اے میرے آقا! یہ اور اس جیسی باتیں، میں اور تمام محبینِ خدا، محمد [ﷺ] کے بارے میں کرتے ہیں۔

اس پر بادشاہ اور ٹموتھی کے مابین یہ مکالمہ ہوا:

> And our King said to me: "You should, therefore, accept the words of the Prophet. "And I replied to his gracious Majesty: "Which words of his our victorious King believes that I must accept?" —And our King said to me: "That God is one and that there is no other one besides Him."—And I replied: "This belief in one God, O my Sovereign, I have learned from the Torah, from the Prophets and from the Gospel. I stand by it and shall die in it.[96]

پھر ہمارے بادشاہ نے مجھ سے کہا، اس لیے تمھیں نبی [ﷺ] کے قول کو تسلیم کرلینا چاہیے۔ میں نے جواباً کہا کہ ہمارے بادشاہ کن اقوال کی بات کررہے ہیں؟ ہمارے بادشاہ نے مجھ سے کہا کہ (یہی) کہ خدا ایک ہے اور اس کے سوا اور کوئی (لائق عبادت) نہیں ہے۔ اور میں نے جواب دیا کہ اے میرے آقا خدا کی واحدانیت پر ایمان میں نے تورات، (صحف) انبیا اور اناجیل سے سیکھا۔ میں اسی پر قائم ہوں اور اسی پر مروں گا۔

مذکورہ بالا اقتباسات کسی حد تک متوازن اسلوب لیے ہوئے ہیں، اور بعض عیسائی علما کے نزدیک ان فقروں میں ٹموتھی نے حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار کیا ہے، لیکن بغور دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ ٹموتھی نے خلیفہ مہدی کے سوال کا براہِ راست مثبت جواب دینے کی بجائے محض اتنا کہنے پر اکتفا کیا کہ محمد (ﷺ) نے یہ کیا اور یہ کیا، اور ان کی حیاتِ مبارکہ کے ان پہلوؤں کو بیان کیا جو دیگر انبیا علیہم السلام سے مماثل تھے۔[97] تاہم اس موضوع پر بحث کا اختتام کرتے ہوئے ٹموتھی نے اپنے اس مؤقف کا برملا اظہار کیا جو اس کے عقیدے سے متعلق تھا، جس سے قبولِ رسالت کے

[96] Timothy I, Apology for Christianity, Tr.: A. Mingana, p: 62
[97] Samir, The Prophet Muhammad As Seen by *Timothy I*, p: 96

" شبہات "زائل ہو جاتے ہیں۔ بلکہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت کے اثبات کے ضمن میں پوچھے گئے سوالات کے براہِ راست مثبت جواب سے اجتناب کرتے ہوئے مبہم اور ذو معنی الفاظ کا چناؤ کیا۔ اور اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ نبی کریم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا اقرار اصلاًان کی ختمِ نبوت کا بھی اقرار ہے۔[98]

حاصلِ بحث

سطورِ بالا کی بحث سے واضح ہوتا ہے کہ زیرِ نظر "مناظرہ" تعارض و تکذیب کا مجموعہ ہے،اور اس میں مصنف نے محض اپنی مرضی کی بات کہنے کے لیے صریح تاریخی حقائق سے چشم پوشی کرتے ہوئے حضور ﷺ کی رسالت کی بدیہی حقیقت کو جھٹلانے کی کوشش کی ہے،اور اگر کسی حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ملا تو اس کا اظہار بھی برملا کرنے کی بجائے، مبہم انداز میں کیا گیا ہے۔ زیرِ نظر مناظرہ کے تمام مباحث کا مطالعہ اس لحاظ سے ضروری ہے کہ اس میں قرونِ اولیٰ میں متداول اسلام۔ مخالف مناظرانہ دلائل موجود ہیں، جن سے مکمل آگاہی نا صرف اُس دور کے غیر مسلم مناظرین کی نفسیات اور طریقۂ کار کو سمجھنے، بلکہ عصرِ حاضر کے بین المذاہب مکالمہ و مجادلہ میں بھی خاصے مدد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

---

[98] Samir, The Prophet Muhammad As Seen by *Timothy I*, pp: 105-106